# تیونس: حکومتی پارٹی میں انتشار اور النہضہ

رمی گلال/ ترجمہ: محمد نوید نون

تیونس کی حکمراں جماعت 'ندا تیونس' کے ۳۲؍ارکان اسمبلی نے ۱۹؍نومبر کو پارلیمانی بلاک سے استعفے دے کر مقامی سیاست میں ایک کھلبلی مچادی تھی۔ مبصرین ان استعفوں کو مختلف زاویوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ استعفے یا تو ندا تیونس کے اندرونی انتشار کے ابتدائی مراحل کی نشان دہی کر رہے ہیں، یا پھر النہضہ پارٹی کے دوبارہ ابھرنے کی طرف اشارہ۔ اور ہوسکتا ہے کے ان استعفوں سے مصر کی اِخوان المسلمون پر بھی کچھ اثرات مرتب ہوں۔ ان استعفوں کا سبب تنظیم کی قیادت سنبھالنے کی جنگ بھی ہے۔ تنظیم کا ایک دھڑا تنظیم کے جنرل سیکرٹری محسن مرضوع کی حمایت کر رہا ہے اور دوسرا دھڑا پارٹی کے نائب صدر حفیظ السبیسی (تیونس کے صدر الباجی قائدالسبیسی کے بیٹے) کی حمایت کر رہا ہے۔

النہضہ ۲۰۱۱ء سے ۲۰۱۴ء تک تیونس کی سب سے مؤثر جماعت رہی ہے، لیکن ندا تیونس اکتوبر ۲۰۱۴ء میں ہونے والے انتخابات میں ۸۶ نشستیں حاصل کر کے فاتح قرار پائی تھی، جب کہ النہضہ نے ۶۷ نشستیں حاصل کرنے کے باوجود صرف ایک وزارت لے کر حکومت میں شامل ہونے پر اتفاق کیا تھا۔ استعفوں کے بعد ندا تیونس کی نشستیں کم ہو کر ۵۴ رہ گئی ہیں، اور اب النہضہ سب سے بڑی پارلیمانی جماعت بن گئی ہے۔ اگلے اقدامات کا اعلان ہونا ابھی باقی ہے۔

النہضہ جس کی قیادت راشد الغنوشی کے ہاتھ میں ہے، ابھی بھی اِخوان المسلمون کے محمد مرسی کو مصر کا قانونی صدر مانتی ہے، جن کو مصری فوج معزول کر چکی ہے۔ ندا تیونس کے استعفوں اور ممکنہ طور پر النہضہ کا دوبارہ بڑی سیاسی جماعت کے طور پر ابھرنے کے بعد یہ سوال اٹھ رہا ہے کہ

کیا آنے والے دنوں میں اس کے اثرات اخوان المسلمون پر بھی پڑیں گے؟

سنٹر فار پولیٹیکل اینڈ اسٹرے ٹیجک اسٹڈیز کے نائب سربراہ وحید عبدالمجید کہتے ہیں کہ النہضہ کے ممکنہ اثرات کا اندازہ تین سوالات کے جوابات سے لگایا جا سکتا ہے: کیا النہضہ حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ کیا استعفے دینے والے اراکین وزیراعظم الحبیب الصید کی حکومت کی مخالفت کریں گے؟ کیا مستعفی اراکین النہضہ کی اسمبلی میں حمایت کریں گے؟ ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہی محسوس ہوتا ہے۔ حالات اس بات کی نشان دہی کر رہے ہیں کہ پارلیمان میں کوئی تبدیلی نہیں آرہی۔ البتہ ملک کا سیاسی نقشہ تبدیل ہو رہا ہے، جس کی گواہی ۲۰۱۶ء میں ہونے والے بلدیاتی انتخابات دیں گے۔

عبدالمجید کا کہنا ہے کہ راشد غنوشی موجودہ حالات میں اقتدار میں آنا نہیں چاہتے۔ وہ اس دباؤ اور مشکلات سے اچھی طرح واقف ہیں، جن کا سامنا النہضہ کو اقتدار سنبھالنے کی صورت میں کرنا پڑے گا۔ وہ اِخوان المسلمون کے اقتدار سے سبق حاصل کر چکے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ النہضہ پہلے سرکاری اداروں میں اپنی بنیادیں مضبوط کرے، تاکہ وہ اس ذمہ داری کو بہتر طریقے سے سنبھال سکے۔

پروفیسر سید صادق شعبہ سیاسی سماجیات امریکن یونی ورسٹی قاہرہ نے المانیٹر سے گفتگو کرتے ہوئے کہا: سیاسی اسلام بھی کمیونزم کی طرح ایک بین الاقوامی نظریہ ہے۔ کمیونسٹ سویت یونین کے زوال نے جس طرح مشرقی یورپ کی تمام کمیونسٹ تنظیموں کو متاثر کیا، بالکل اسی طرح مصر میں اِخوان کے زوال نے بھی سیاسی اسلام کے بین الاقوامی نظریے کو متاثر کیا ہے۔ اس لیے راشد الغنوشی کا یہ بیان کہ وہ اِخوان المسلمون سے ہمدردی رکھتے ہیں، اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہ اِخوان کے نظریے کا دفاع کرتے ہیں۔ ان کے اس بیان سے نہ صرف تیونس میں، بلکہ تیونس سے باہر بھی ان کی حمایت میں اضافہ ہوا ہے۔ النہضہ کبھی بھی یہ نہیں چاہے گی کہ مصر میں اِخوان کا خاتمہ ہو، کیونکہ اس سے خود النہضہ کی سلامتی کو بھی خطرات لاحق ہو جائیں گے۔

تیونس کی اِخوان المسلمون کے اثرات ترکی میں اِخوان کے اثر و رسوخ سے مختلف ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مصر سے نکلے ہوئے اِخوان کے رہنما ترکی میں پناہ لیے ہوئے ہیں، اور

اس کے ساتھ اِخوان کے سیٹلائیٹ چینل کی نشریات بھی ترکی ہی سے نشر کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اِخوان المسلمون ترکی میں مصری آمر جنرل عبدالفتاح السیسی کے خلاف مظاہرے بھی کرتی رہتی ہے، جب کہ تیونس میں ایسا نہیں ہے۔

مصری خارجہ امور کی کونسل کے سربراہ نے 'المانیٹر' سے گفتگو کرتے ہوئے کہا: ''تیونس میں لبرل قوتوں کے زوال کو اِخوان المسلمون اپنی تحریک کی حمایت میں اضافہ کے طور پر لیتی ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ یہ زوال اس بات کی علامت ہے کہ لوگوں میں اسلامی رجحان پایا جاتا ہے اور یہ رجحان مضبوط اور بااثر بھی ہے''۔

پروفیسر سید الواندی ماہر بین الاقوامی تعلقات قاہرہ یونی ورسٹی، کا کہنا ہے کہ اِخوان کا پڑوسی ممالک تیونس، لیبیا، مراکش اور یمن میں دوبارہ سے مضبوط ہونا مصری عوام پر کوئی اثر نہیں ڈالے گا۔ کیونکہ مصری عوام اِخوان کی ہر شکل کو مسترد کرتے ہیں، چاہے سیاسی پارٹی کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں۔ اس بات کی گواہی ابھی ہونے والے انتخابات میں النور پارٹی کا چند ہی نشستوں پر کامیاب ہونا ہے۔ النور کو عوام اِخوان جیسا ہی سمجھتے ہیں۔

دوسری طرف کمال حبیب جو کہ اِخوان سے متعلقہ امور کے ماہر ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اخوان کو مصر سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ کسی ایسے طریقے پر غور کیا جائے جس سے اِخوان کو سیاسی نظام کا حصّہ بنایا جاسکے، جس کا مطالبہ راشد الغنوشی کر رہے ہیں۔ راشد الغنوشی، سعودی عرب کو قائل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اِخوان اور السیسی کے درمیان ثالثی کا کردار ادا کرے کیونکہ ایسا نہ ہوا تو نفرت اور تقسیم بڑھے گی، جس کی بنیاد پر معاشرے کی تعمیر ممکن نہیں۔ کمال حبیب کی نظر میں الغنوشی، اِخوان کے معاملے سے بہترین سیاست دان کے طور پر نمٹ رہے ہیں، جب کہ ترکی کے صدر طیب اردوان نے اس معاملے کو ذاتی معاملہ سمجھا ہوا ہے، جس کی گواہی ان کے ڈیسک پر موجود رابعہ کا علامتی نشان دے رہا ہے۔ (al-monitor.com، معارف فیچر سروس، کراچی ۲۳)